پریم چند کے منتخب افسانے: ترجمہ یا نقلِ حرفی

تنویر غلام حسین
پی ایچ ڈی سکالر (اردو)
اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

SELECT SHORT STORIES OF PREM CHAND
TRANSLATION OR TRANSILETRATION

Tanveer Ghulam Husain
PhD Scholar (Urdu)
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

Munshi Prem Chand is a renowned short story writer of Urdu and Hindi. His writings laid strong foundations in both Urdu and Hindi. Poverty, feudal system, realism, colonialism and many such social issues are centered in his stories. This article analyses some of his short stories to establish if they are translated or transliterated and whether he had contributed and portrayed more beautifully in Hindi or Urdu language.

Keywords:

پریم چند، سید عبداللہ، افسانے، اردو، ہندی، مباحث، لاہور، ترجمہ، دیوناگری رسم الخط، نقلِ حرفی

پریم چند کا شمار اردو ادب اور ہندی ادب کے صفِ اوّل کے افسانہ نگاروں میں کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے افسانے دونوں زبانوں کے ادبوں میں ایک ممتاز حیثیت کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے دونوں زبانوں کے ادبوں میں افسانے کو مضبوط بنیاد فراہم کی تو بے جا نہ ہوگا۔ پریم چند نے ہندوستانی معاشرے کی حقیقت پر مبنی عکاسی کرتے ہوئے افسانے میں جو اصطلاح پسندی کا ڈول ڈالا وہ بعد کے افسانہ نگاروں کے لیے راہ نمائی کا سبب بنا۔ پریم چند کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اُن کے افسانوں میں گہرا انسانی شعور پایا جاتا ہے جو ایک طرف ہندوستان کے سماجی اور معاشی مسائل کو اجاگر کرتا ہے تو دوسری طرف حقیقت نگاری کی ایسی تصویریں نظر آتی ہیں جو ہندوستانی معاشرے کی سچائیوں کو بے نقاب کرتی ہیں۔ اُن کے افسانوں کی یہی خصوصیات انھیں بھارت اور پاکستان کے صفِ اوّل کے افسانہ نگاروں میں شمار کرتی ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ پریم چند کی عظمت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''پریم چند نے ہمیں کیا دیا؟ زندگی کو سمجھنے کی کوشش، سوچنے کا ایک پُر سکون انداز، رفاقت اور انسانیت کا وہ احساس جو انسانی معاشرے کی اجتماعی زندگی کو بہشت بنا سکتا ہے اور نفرت اور ناراضگی کے وہ اسلوب جو انسان دشمنی اور مردم بیزاری پر ختم نہیں ہوتے بل کہ ان میں بھی آشتی اور اُنس کی خوشبو پائی جاتی ہے۔'' (۱)

اب تک کی تحقیق کے مطابق پریم چند کے افسانوں کی تعداد کم و بیش تین سو کے قریب ہے ان تمام افسانوں کو انھوں نے دیوناگری رسم الخط اور اردو رسم الخط دونوں میں تحریر کیا۔ دونوں زبانوں کے افسانوی ادب میں یکساں مقام رکھنے بل کہ اگر یہ کہا جائے کہ اردو ادب میں قدرے زیادہ مقام پانے کے باوجود ہمیں پریم چند کے افسانوں میں رسم الخط کی تبدیلی کی وجہ سے بعض مقامات پر لسانی تفوق کی مثالیں بھی ملتی ہیں، تو بے جا نہ ہوگا۔ عموماً وہ ہندی کہانی میں ہندی تہذیب و ثقافت کو زیادہ خوب صورتی سے ابھارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خاص طور سے جہاں کہیں نچلے طبقے کے لوگوں کے منہ سے ادا کیے ہوئے جملے تحریر کرتے ہیں، وہاں انھی کی طرح غلط لفظ یا الفاظ کو توڑ مڑوڑ کر پیش کرتے ہیں، اور یہ عمل زیادہ حقیقی تاثر چھوڑتا ہے۔ لیکن اردو متن تحریر کرتے ہوئے وہ ان جملوں کو بامحاورہ تحریر کر دیتے ہیں جس سے افسانے کی فضا میں واضح تبدیلی آجاتی ہے ہر چند کہ اس فضا میں بھی قُربت محسوس ہوتی ہے۔ اس امر کی مثالیں اُن کے دونوں رسم الخط کے افسانوں میں جا بجا نظر آتی ہیں۔

یہاں اُن کے چند معروف افسانوں کا اسی تناظر میں تجزیہ کیا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے افسانوں کو دیوناگری رسم الخط سے اردو رسم الخط یا اردو رسم الخط سے دیوناگری رسم الخط میں تحریر کرتے ہوئے ترجمے کی کن اصطلاحوں کو پیش نظر رکھا ہے یا انھوں نے ترجمہ نہ کرتے ہوئے ایک رسم الخط سے دوسرے رسم الخط میں نقلِ حرفی کیا ہے۔

نوٹ: مقالے کے افسانوں میں جہاں دیوناگری رسم الخط کی مثالیں دی گئی ہیں وہیں اردو نقلِ حرفی کے ذریعے خط کا مفہوم واضح کر دیا گیا ہے تاکہ قاری کو دیوناگری رسم الخط سمجھنے میں سہولت رہے۔

کفن: پریم چند کے افسانے ''کفن'' کے اردو متن اور ہندی متن میں دونوں زبانوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بعض مقامات پر اختلافات بہت واضح نظر آتے ہیں۔ جس سے تائید ہوتی ہے کہ مصنف نے دونوں متون کو ہر ایک زبان کی ساخت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ اسی لیے دونوں متون کے مطالعے کے بعد احساس ہوتا

ہے کہ بعض مقامات پر پریم چند نے اس افسانے کو ہندی زبان میں زیادہ مؤثر انداز میں تحریر کیا ہے اور کہانی زیادہ فطری ڈھنگ سے پیش ہوئی ہے۔

اس حوالے سے افسانے کے پہلے حصے میں جب مادھو کی بیوی دردِ زہ سے تڑپ رہی ہوتی ہے تو گھیسو مادھو سے کہتا ہے کہ اُسے دیکھ کر آ۔اِسی موقع پر فقرہ درج ہے۔

اردو متن: ''مادھو دردناک لہجے میں بولا مرنا ہے تو جلدی مر کیوں نہیں جاتی۔ دیکھ کر کیا آؤں۔'' (۲)

اس جملے کا ہندی متن دیکھیے:

माधव चिढ़कर बोला "मरना ही है तो जल्दी मर क्यों नहीं जाती"(۳)

نقلِ حرفی: مادھو چڑ کر بولا۔ مرنا ہی ہے تو جلدی مر کیوں نہیں جاتی

اسی حصے کے ایک فقرے میں بالکل الٹ تصور پایا جاتا ہے۔

مثال:

साल भर जिसके साथ सुख-चैन से रहा,उसी के साथ इतनी बेवफाई।(۴)

نقلِ حرفی: سال بھر جس کے ساتھ سُکھ چین سے رہا،اُسی کے ساتھ اتنی بے وپھائی۔

اردو متن: سال بھر جس کے ساتھ جندگانی کا سکھ بھوگا اسی کے ساتھ اتنی بے وپھائی (۵)

اس جملے میں پریم چند نے دونوں متون میں متضاد زبان تحریر کی ہے۔اُردو متن ہندی زبان وادب کے زیادہ قریب تر محسوس ہوتا ہے جب کہ ہندی متن میں اردو زبان کی چاشنی محسوس ہوتی ہے۔اس سطح پر لگتا ہے کہ پریم چند دونوں زبانوں کو گھُلا ملا کر زبان کی روانی پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مثال: اردو متن کا فقرہ ہے ''گھر میں کبھی کچھ نہ تھا مگر اسی طرح ہر بار کام چل گیا۔'' (۶)

ہندی متن:

घर में कभी कुछ न था,मगर भगवान ने किसी तरह बेड़ा पार लगाया।(۷)

نقلِ حرفی: گھر میں کبھی کچھ نہ تھا، مگر بھگوان نے کسی طرح بیڑا پار لگایا

اس فقرے میں بھی ہندی متن کا فقرہ زیادہ جان دار اور با محاورہ بیان کیا گیا ہے۔

افسانے کے اسی حصّے میں نقلِ حرفی کی مثالیں بھی چند جملوں میں نظر آتی ہے جو درج ذیل ہیں:

مثال: (۸) इतना सब्र न था कि उन्हें ठंडा हो जाने दें।

''اِتنا صبر نہ تھا کہ انھیں ٹھنڈا ہو جانے دیں'' (۹)

"अब कोई क्या खिलाएगा ?वह जमाना दूसरा था।अब तो सबको किफायत सूझती है।शादी ब्याह में मत ख़र्च करो, क्रिया कर्म में मत खर्च करो।पूछो गरीबों का माल बटोर बटोर कर कहॉ रखोगे! बटोरे में तो कमी नहीं।हॉ खर्च में किफायत सूझती है।"(۱۰)

''اب کوئی کیا کھلائے گا۔ وہ جمانا دوسرا تھا اب تو سب کو کپھایت سوجھتی ہے۔ شادی بیاہ میں مت کھرچ کرو کریا کرم میں مت کھرچ کرو۔ پوچھو گریبوں کا مال بٹور بٹور کر کہاں رکھو گے مگر بٹوڑنے میں تو کمی نہیں ہے۔ ہاں کھرچ میں کپھایت سوجھتی ہے۔'' (۱۱)

دونوں مثالیں نقلِ حرفی کی ہیں۔ ان فقروں کے حوالے سے دونوں متون میں کسی قسم کے لفظ یا حرف کی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔

افسانے کے دوسرے حصے کا تبدیل شدہ جملہ دیکھیے:

ہندی متن: अब तो तू कहीं दिखाई नहीं देता।(۱۲)

نقلِ حرفی: اب توتُو کہیں دِکھائی نہیں دیتا۔

اردو متن کا جملہ: ''اب تو تیری صورت ہی نظر نہیں آتی۔''(۱۳)

اس مثال میں اُردو متن کا جملہ ہندی جملے سے زیادہ رواں محسوس ہوتا ہے۔

اس افسانے کے تیسرے حصے میں ہندی رسم الخط کے جملوں میں واقع نگاری زیادہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

مثال دیکھیے:

दोनों एक दूसरे के मन की बात ताड़ रहे थे।बाजार में इधर उधर घूमते रहे।कभी इस बजार की दुकान पर गए,कभी उसकी दुकान पर।तरह-तरह के कपड़े रेशमी और सूती दे खे,मगर कुछ जचा नहीं।यहाँ तक कि शाम हो गई।(۱۴)

نقلِ حرفی: دونوں ایک دوسرے کے من کی بات تاڑ رہے تھے۔ باجار میں اِدھر اُدھر گھومتے رہے۔ کبھی اس باجار کی دُکان پر گئے، کبھی اُس کی دُکان پر۔ طرح طرح کے کپڑے ریشمی اور سوتی دیکھے، مگر کچھ جچا نہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی۔

اسی اقتباس کا اُردو متن دیکھیے:

''دونوں ایک دوسرے کے دل کا ماجرا معنوی طور پر سمجھ رہے تھے۔ بازار میں اِدھر اُدھر گھومتے رہے، یہاں تک کہ شام ہو گئی۔''(۱۵)

ہندی متن میں جُزئیات کے ساتھ منظر بیان کیا گیا ہے جب کہ اُردو میں اختصار سے بات قاری تک پہنچادی گئی ہے لیکن موقع کی مناسبت سے جُزئیات کے ساتھ تحریر زیادہ پُر اثر معلوم ہو رہی ہے۔ اسی حصے میں نقلِ حرفی کے ذیل میں چند جملے بھی درج ہیں جو ذیل میں تحریر کیے جا رہے ہیں۔

مثال (۱۶) हमारी आत्मा प्रसन्न हो रही है तो क्या उसे पुन्न न होगा?

نقلِ حرفی: ہماری آتما پرسن ہو رہی ہے تو کیا اُسے پُن نہ ہو گا۔(۱۷)

مثال:

"जरूर से जरूर होगा।भगवान,तुम अंतर्यामी हो।उसे बैकुंठ ले जाना।हम दोनों हृदय से आशीर्वाद दे रहे हैं।आज जो भोजन मिला,वह कभी उम्र भर न मिला था।"(۱۸)

نقلِ حرفی: ''جرور سے جرور ہو گا۔ بھگوان تم انتر جامی (علیم) ہو۔ اسے بیکنٹھ لے جانا ہم دونوں ہردے سے اسے دعادے رہے ہیں۔ آج جو بھوجن ملا وہ کبھی عمر بھر نہ ملا تھا۔''(۱۹)

درج بالا اقتباس اُردو متن میں اسی طرح نقلِ حرفی کیا گیا ہے لفظوں کے معانی تبدیل نہیں کیے گئے ہیں۔

مجموعی طور پر پریم چند نے اس افسانے کی فضا ہندو معاشرے کے مطابق قایم کی ہے اور اُسے انھوں نے اُردو افسانے میں بھی نقلِ حرفی کے ذریعے سے بحال رکھا ہے۔ اس افسانے کے تجزیے سے ہم کہہ سکتے ہیں

کہ یہ افسانہ لفظی ترجمہ کم اور نقلِ حرفی زیادہ ہے۔ اگر پریم چند اس افسانے کو مکمل طور پر بامحاورہ اردو ترجمہ کرتے تو شاید افسانے کی وہ فضا قایم نہ رہتی جو انھوں نے ہندو معاشرے کے رسم و رواج کو بیان کرنے کے لیے بنائی ہے۔

سوا سیر گیہوں: پانچ حصوں پر مشتمل پریم چند کے اس معروف افسانے کا پہلا حصہ زیادہ تر لفظی ترجمے پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں جملوں کی ادائیگی ہندی زبان وادب کے قریب ہے یعنی نقلِ حرفی نہ کرتے ہوئے لفظی ترجمے سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی چند مثالیں دیکھیے:

ہندی متن:

विशेषकर जब साधु-महात्मा पदार्पण करते थे, तो उसे अनिवार्यतः सांसारिकता की शरण लेनी पड़ती थी।(۲۰)

نقلِ حرفی: وشیشکار جب سادھو مہاتما پدارپن کرتے تھے، تو اُسے اِنواریتا سانسارِکتا کی شرن لینی پڑتی تھی۔

اردو افسانے میں یہ متن کچھ اس طرح سے تحریر کیا گیا ہے:

"بالخصوص جب کوئی سادھو مہاتما آجاتے تھے، اسے لازمی دنیاوی باتوں کا سہارا لینا پڑتا۔"(۲۱)

اسی طرح دوسری مثال میں ہندی متن دیکھیے:

पर वर्तमान युग में जौ का भोजन सिध्द पुरुषों के लिए दुष्पाच्य होता है।(۲۲)

نقلِ حرفی: پر ورتمان یُوگ میں جو کا بھوجن سدھ پُرشوں کے لیے دُشپاچی ہوتا ہے۔

اس جملے کا اردو متن دیکھیے:

"مگر زمانہ حال میں جَو کی غذا مہاتما لوگوں کے لیے ثقیل اور دیر ہضم ہوتی ہے۔"(۲۳)

افسانے کے اس حصے میں دیوناگری اور اُردو متن کے جملوں میں کہیں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ پریم چند نے یہاں لفظی ترجمے کو اہمیت دی ہے۔ اس کے باوجود اردو رسم الخط کے افسانے میں بھی ہندی تہذیب کی فضا برقرار رہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسی افسانے کے دوسرے حصے کے متون کی چند مثالیں دیکھیے:

ہندی متن: शंकर किसान से मजूर हो गया। (۲۴)

نقلِ حرفی: شنکر کسان سے مجور ہو گیا۔

جب کہ اردو متن میں یہی جملہ کچھ اس انداز سے تحریر کیا گیا ہے: "شنکر کسان سے مزدور ہو گیا۔"(۲۵)

ہندی متن: उसने भगीरथ परिश्रम से कुल-मर्यादा का वृक्ष लगाया था।(۲۶)

نقلِ حرفی: اُس نے بھگیرتھ پرشرم سے کل مریادا کا ورکش لگایا تھا۔

اسی کا اردو متن کچھ یوں ہے: "اس نے محنت کر کے خاندانی عزت کا یہ درخت لگایا تھا۔"(۲۷)

اِن دونوں مثالوں میں بھی ہمیں لفظی ترجمے کا التزام ملتا ہے۔ لیکن پہلی مثال میں ہندی متن میں مزدور کے لیے مجور کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو افسانے کی فضا کے حوالے سے زیادہ موزوں ہے۔

افسانے کے تیسرے حصے کا ابتدائی جملہ توجہ طلب ہے۔

ہندی متن: मीयाद के पहले रुपये अदा करने का उसने व्रत-सा कर लिया। (۲۸)

نقلِ حرفی: میعاد کے پہلے روپے ادا کرنے کا اُس نے ورت سا کر لیا۔

اسی جملے کا اُردو متن دیکھیے: "میعاد سے پہلے اس نے روپے ادا کرنے کا برت سا کر لیا۔"(۲۹)

درج بالا جملہ نقلِ حرفی کے ذیل میں آئے گا۔ چوں کہ پریم چند نے اپنے افسانوں کے تراجم بھی خود تحریر کیے ہیں اس لیے کہیں کہیں وہ لفظی یا بامحاورہ ترجمے سے ہٹ کر صرف نقلِ حرفی کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن اس جملے کے آغاز میں اردو کے لفظ ''میعاد'' کو استعمال کیا گیا ہے، جب کہ آخر میں ''ورت'' یعنی ''روزہ رکھنا'' ہندی الاصل ہے، اُسے برتا گیا ہے۔ یوں دونوں متون میں اِن الفاظ کی تبدیلی نہیں کی ہے بل کہ صرف خط بدلی کی ہے۔ اسی حصے کی چند مثالیں اور دیکھیے:

ہندی متن:

कपड़े पहले भी त्याग की चरम सीमा तक पहुँच चुके थे।अब वह प्रकृति की न्यूनतम रेखओं में आबध्द हो गये।शिशिर की अस्थिबेधक शीत को उसने आग तापकर काट दिया।इस धुव-संकल्प का फल आशा से बढ़कर निकला।(۳۰)

نقلِ حرفی: کپڑے پہلے بھی تیاگ کی چرم سیما تک پہونچ چکے تھے۔ اب وہ پرَکرتی کی نیونتم ریکھاؤں میں آبدھ ہو گئے۔ شی شر کی استھبید ھک شیت کو اُس نے آگ تاپ کر کاٹ دیا۔ اس دھوسنکلپ کا پھل آشا سے بڑھ کر نکلا۔

اس عبارت کا اردو متن دیکھیے:

''کپڑے پہلے بھی تیاگ کی انتہائی حد تک پہنچ چکے تھے اب وہ باریک ترین قدرتی کپڑوں میں منسلک ہو گئے۔ کڑکڑاتی سردی کو اس نے آگ کے سہارے کاٹ دیا۔ اس اٹل ارادے کا نتیجہ امید سے بڑھ کر نکلا۔''(۳۱)

اِن جملوں کے ہندی اور اردو متن سے واضح ہوتا ہے کہ انھیں پریم چند نے دونوں زبانوں کے قواعد کے مطابق بامحاورہ تحریر کیا ہے، نقلِ حرفی یا لفظی ترجمہ نہیں کیا ہے۔ خاص طور پر دوسرے جملہ میں دونوں زبانوں کا فرق واضح دیکھا جا سکتا ہے۔

ہندی متن: नहीं महाराज आपके असीस से अबकी मजूरी अच्छी मिली। (۳۲)

نقلِ حرفی: نہیں مہاراج! آپ کے اسیس سے اب کی مجوری اچھی ملی۔

اردو متن دیکھیے: ''نہیں مہاراج آپ کی اسیس سے اب کی مجوری اچھی ملی۔''(۳۳)

درج بالا جملہ بھی نقلِ حرفی کے ذیل میں آئے گا۔ اسی حصے کا ایک جملہ اور دیکھے جسے انھوں نے نقلِ حرفی ہی کیا ہے جو ہندی کہانی کے لحاظ سے تو خوب صورت لگتا ہے لیکن اردو میں اُس کی خط بدلی واضح طور پر کھٹکتی ہے۔

ہندی متن: उरिनतो जभी होगे जब कि मेरी कोड़ी कोड़ी चुका दोगे। (۳۴)

نقلِ حرفی: اُرنتو جبھی ہو گے جب کہ میری کوڑی کوڑی چُکا دو گے۔

اس جملے کا اُردو متن دیکھیے: ''اُرِنتو تبھی ہو گے جب میری کوڑی کوڑی چکا دو گے۔''(۳۵)

پریم چند نے اُرِنتو کا ترجمہ اردو میں نہیں کیا ہے۔ اگر ہم اس جملے کا لفظی ترجمہ کریں تو وہ کچھ اس طرح سے ہو گا: ''قرض سے آزاد تبھی ہو گے جب میری کوڑی کوڑی چکا دو گے''۔

افسانے کا چوتھا حصہ بھی لفظی ترجمے سے زیادہ نقلِ حرفی کے ذیل میں آتا ہے۔ دو چار لفظ ایسے بھی ہیں مثلاً اُپائے، سبھیتا، جنم، بھوگ وغیرہ جن کا اگر اردو میں لفظی ترجمہ کیا جاتا تو زیادہ موزوں تاثر پیدا ہوتا۔

اس افسانے کے پانچویں اور آخری حصے میں پریم چند نے لفظی ترجمے کا استعمال کیا ہے۔ افسانے کے

آخر میں اُردو متن میں قارئین کو مخاطب کرتے ہوئے جملہ تحریر کیا گیا ہے۔

''قارئین اس قصے کو فرضی نہ سمجھیے۔ یہ سچا واقعہ ہے ایسے شنکروں اور پنڈتوں سے دنیا خالی نہیں ہے۔''(۳۶)

ہندی متن میں قارئین کے بجائے पाठक یعنی سبق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ انداز بالکل وہی ہے جس طرح بچوں کی اخلاقی کہانیوں کے آخر میں مصنف نتیجہ ضرور تحریر کرتا ہے۔

مجموعی طور پر ''سواسیر گیہوں'' اردو متن کے حوالے سے نقلِ حرفی اور لفظی ترجے دونوں کے ذیل میں آتا ہے۔ ہندی کہانی کے مطالعے کے بعد جب ہم اس کا اردو متن پڑھتے ہیں تو ہمیں افسانے کی ساخت، فضا اور منظر نگاری، ہندی افسانے کے مزاج کے قریب نظر آتی ہے۔ اردو متن میں پریم چند نے افسانے کے چند لفظوں کا لفظی ترجمہ تو کیا، لیکن جملے کی ساخت وہی ہے جو ہندی کہانی میں رکھی گئی ہے۔ یوں بھی یہ افسانہ ہندی معاشرے کا عکاس ہے۔ اگر پریم چند اسے بامحاورہ اُردو میں منتقل کرتے تو افسانے کا اُس قدر اعلیٰ معیار برقرار نہ رکھ پاتے جو انھوں نے ہندی فضا کو برقرار رکھتے ہوئے قایم کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس افسانے کو پڑھتے ہوئے غرابت کا عنصر پیدا نہیں ہوتا اور افسانہ اتنا ہی جان دار محسوس ہوتا ہے جتنا اپنی اصل زبان یعنی دیوناگری رسم الخط میں ہے۔ یہ وصف پریم چند کا ہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے افسانے کی زبان تبدیل کرنے کے باوجود اصل فضا کو قایم رکھ پاتے ہیں۔

پُوس کی رات: پریم چند کے افسانوں کے زیادہ تر موضوعات دیہاتی معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔ ''سواسیر گہوں'' میں بھی کسان کی زندگی کے قابلِ رحم پہلو کو پیش کیا گیا تھا اور '' پُوس کی رات'' میں بھی کسان کے المیے کو پیش کیا گیا ہے۔ اس افسانے کے چار حصے ہیں پہلا حصہ کسان کے احوال کا بیان ہے، دوسرا کھیت میں سردی کی شدت کا بیان، تیسرا کسان کی سردی سے نمٹنے کے لیے کی جانے والی تگ ودو پر مشتمل ہے جب کہ چوتھے حصے میں جانور کا مالک کے آرام کی کوشش میں جان قربان کر دینے کے عمل کا بیان ہے۔ اب ہم افسانے کے ہندی متن اور اردو متن کا مثالوں کے ذریعے جائزہ لیتے ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ افسانے کے دونوں متون کو تحریر کرتے ہوئے ترجے کے کن اصولوں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ افسانے کے پہلے حصے کی چند مثالیں دیکھیے:

ہندی متن: हल्कु एक क्षण अनिश्चित दशा में खड़ा रहा। (۳۷)

نقلِ حرفی: ہلکو ایک کشنڑ انشچت دشا میں کھڑا رہا۔

اسی جملے کا اردو متن دیکھیے: ''ہلکو تھوڑی دیر تک چپ کھڑا رہا اور اپنے دل میں سوچتا رہا۔''(۳۸)

دونوں متون میں جملہ مختلف انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔ ہندی متن کا جملہ مختصر لیکن جامع ہے (ہندی جملے کا لفظی مطلب: ہلکو ایک لمحہ غیر یقینی حالت میں کھڑا رہا) جب کہ اردو متن میں دو تاثرات کو ایک جملے میں پیش کیا گیا ہے۔

چند امثال اور دیکھیے:

ہندی متن: ला दे दे ,गला तो छूटे। (۳۹)

نقلِ حرفی: لادے دے گلا تو چھوٹے۔

اس کا اردو متن دیکھیے: ''لادے دے گردن تو کسی طرح بچے۔''(۴۰)
یہاں اُردو متن کا جملہ زیادہ موثر اور بامحاورہ تحریر کیا گیا ہے۔
ہندی متن: (۴۱)न जाने कितनी बाकी है किसी तरह चुकाने ही नाहीं आती।
نقلِ حرفی: نہ جانے کتنی باقی ہے جو کسی طرح چکنے ہی نہیں آتی۔
اردو متن کچھ اسی طرح سے تحریر ہے: ''نہ جانے کتنا روپیہ باقی ہے جو کسی طرح ادا ہی نہیں ہوتا۔''(۴۲)
فرق واضح ہے کہ اردو کا محاورہ زیادہ مؤثر انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔
ہندی متن: (۴۳) उपज हो तो बाकी दे दो।
نقلِ حرفی: اُوپج ہو تو باقی دے دو۔
جب کہ اردو متن میں جملہ واضح انداز رکھتا ہے، دیکھیے:
''پیداوار ہو تو اس سے قرض ادا کروں''۔(۴۴)
''قرض ادا کروں'' جملے کو زیادہ مؤثر بناتا ہے۔
اس حصے کے چند جملے ایسے بھی ہیں جن میں صورتِ حال مختلف ہے یعنی ہندی متن اردو متن سے زیادہ جان دار نظر آتا۔ مثالیں دیکھیے:
ہندی متن: (۴۵) मुन्नी ने तड़पकर कहा।
نقلِ حرفی: مُنی نے تڑپ کر کہا۔
جب کہ اردو متن میں صرف ''مُنی نے کہا!'' (۴۶) درج ہے۔
ہندی متن:
हल्कु के उस वाक्य में जो कठोर सत्य था,वह मानो एक भीषण जन्तु की भाँति उसे घूर रहा था।(۴۷)
نقلِ حرفی: ہلکو کے اُس واقعے میں جو کٹھور ستے تھا۔ وہ مانو ایک بھیشڑن جنتو کی بھانتی اُسے گھُور رہا تھا۔
اس کا اردو متن دیکھیے: ''ہلکو کی بات میں جو دل ہلا دینے والی صداقت تھی، معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی جانب ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہی ہے۔''(۴۸)
ان جملوں میں دیوناگری رسم الخط والے جملے زیادہ رواں اور خوب صورت معلوم ہوتے ہیں اگرچہ اردو متن کے جملے بھی اردو زبان وادب کے مطابق مؤثر ہیں لیکن ہندی متن میں جملوں کی روانی زیادہ ہے۔
افسانے کے دوسرے حصے میں کچھ جملے ایسے بھی تحریر ہیں جن کے دونوں متون میں تبدیلی نظر آتی ہے۔اس کی مثالیں دیکھیے:
ہندی متن:
जबरा ने पड़े पड़े दुम हिलाई और अपनी कूँ कूँ को दीर्घ बनाता हुआ एक बार जमहाई लेकर चुप हो गया।उसकी श्वान-बुध्दि ने शायद ताड़ लिया , स्वामी को मेरी कूँ कूँ से नींद नहीं आ रही है।(۴۹)
نقلِ حرفی: جبرا نے پڑے پڑے دم ہلائی اور اپنی کوں کوں کو دَیرگھ بناتا ہوا ایک بار جمائی لے کر چُپ ہو گیا۔ اُس کی شوان بُدھی نے شاید تاڑ لیا، سوامی کو میری کوں کوں سے نیند نہیں آ رہی ہے۔

اردو متن کی عبارت دیکھیے: ''جبرا نے لیٹے ہوئے دم ہلائی اور ایک انگڑائی لے کر چُپ ہو گیا۔ شاید وہ یہ سمجھ گیا کہ اس کی کوں کوں کی آواز سے اس کے مالک کو نیند نہیں آرہی۔''(۵۰)

یہاں ہندی متن میں جزئیات کے ساتھ جملے تحریر کیے گئے ہیں لیکن اردو متن کا انداز زیادہ بامعنی محسوس ہو رہا ہے جو نثر کی خوب صورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ کیوں کہ افسانے میں کم لفظوں میں بات کو مؤثر انداز میں تحریر کرنا ہی افسانے کی خوب صورتی مانی گئی ہے۔ ایک مثال اور دیکھیے:

ہندی متن:

जबरा शायद समझ रहा था कि स्वर्ग यही है; और हल्कु की पवित्र आत्मा में तो उस कुत्ते के प्रति घृणा की गन्ध तक न थी। अपने किसी अभिन्न मित्र या भाई को भी वह इतनी ही तत्परता से गले लगाता।वह अपनी दीनता से आहत न था , जिसने आज उसे इस दशा को पहुँचा दिया। नहीं, इस अनोखी मैत्री ने जैसे उसकी आत्मा के सब द्वार खोल दिये थे और उसका एक एक अणु प्रकाश से चमक रहा था।(۵۱)

نقلِ حرفی: جبرا شاید سمجھ رہا تھا کہ سورگ یہی ہے اور ہلکو کی پوتر آتما میں تو اُس کتے کے پرتی گھرن (نفرت) کی گندھ (مہک) تک نہ تھی، اپنے کسی ابھین (مماثل) متر یا بھائی کو بھی وہ اتنی ہی تتپرتا (مستعدی) سے گلے لگاتا۔ وہ اپنی دینتا (مفلسی) سے آہت (پریشان) نہ تھا جس نے آج اُسے اس دشا (حالت) کو پہونچا دیا۔ نہیں، اس انوکھی متری (دوستی) نے جیسے اُس کی آتما کے سب دوار (در) کھول دیے تھے اور اُس کا ایک ایک انو پرکاش (روشنی) سے چم رہا تھا۔

اس عبارت کا اردو متن دیکھیے: ''جبرا شاید یہ خیال کر رہا تھا کہ بہشت یہی ہے اور ہلکو کی روح اتنی پاک تھی کہ اس کو کتے سے بالکل نفرت نہ تھی۔ وہ اپنی غریبی سے پریشان تھا جس کی وجہ سے وہ اس حالت میں پہنچ گیا تھا۔ ایسی انوکھی دوستی نے اس کی روح کے سب دروازے کھول دیے تھے اور اس کا ایک ایک ذرّہ حقیقی روشنی سے منور ہو گیا تھا۔''(۵۲)

اس عبارت میں دیوناگری اور اُردو متن میں کسی قدر تبدیلی ہے۔ اُردو متن میں کسان کی غربت کو زیادہ زور دے کر بیان کیا گیا ہے جب کہ ہندی متن میں کتے سے قربت کا یہ عالم دکھایا گیا ہے کہ وہ اُس کے بہترین دوست یا بھائی کی سی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح افسانے کے تیسرے حصے میں بھی چند جگھوں پر جملے میں تبدیلی کی گئی ہے۔ مثال دیکھیے:

ہندی متن:

एक घंटा और गुज़र गया।रात ने शीत को हवा से धधकाना शुरू किया।(۵۳)

نقلِ حرفی: ایک گھنٹہ اور گذر گیا۔ رات نے شیت (سردی) کو ہوا سے دھدھکانا شروع کیا۔

اردو متن دیکھیے: ''ایک گھنٹہ گزر گیا، سردی بڑھنے لگی۔''(۵۴)

ہندی متن زیادہ بھرپور منظر نگاری پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے، جب کہ اردو متن میں جملے کو سادگی اور سلاست سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک مثال اور دیکھیے:

ہندی متن:

ऐसा जान पड़ता था सारा रक्त जम गया है।धमनियों में रक्त की

जगह हिम बह रहा है।उसने झुककर आकाश की ओर देखा अभी कितनी रात बाकी है।सप्तर्षि अभी आकाश में अधे भी नहीं चढ़े।ऊपर आजायँगे तब कहीं सबेर हो गा अभी पहर भर से ऊपर रात है।(۵۵)

نقلِ حرفی: ایساجان پڑتا تھا، سارا رکت (خون) جم گیا ہے۔ دھمنیوں (شریانوں) میں رکت کی جگہ ہِم (برف) بہہ رہا ہے۔ اُس نے جھک کر آکاش (آسمان) کی اور (طرف) دیکھا ابھی کتنی رات باقی ہے سپتیش (ہفت درویش) ابھی آکاش میں آدھے بھی نہیں چڑھے۔ اُوپر آئیں گے تب کہیں سبیر ہوگا۔ ابھی پہر بھر سے اُوپر رات ہے۔

اس عبارت کا اردو متن دیکھیے: ''ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا خون منجمد ہو گیا ہے۔ اُس نے اُٹھ کر آسمان کی جانب دیکھا۔ ابھی کتنی رات باقی ہے۔ وہ سات ستارے جو قطب کے گرد گھومتے ہیں ابھی اپنا نصف دورہ بھی ختم نہیں کر چکے جب وہ اوپر آجائیں گے تو کہیں سویرا ہوگا ابھی ایک گھڑی سے زیادہ رات باقی ہے۔''(۵۶)

ان جملوں کی پہلی سطر میں دیوناگری متن میں جزئیات سے بیان ہے۔ دوسری سطر میں جہاں قطب ستاروں کو ہفت درویش کہا گیا ہے زیادہ لطف دیتا ہے۔ جب کہ اردو متن کی پہلی سطر میں جامع بیان ہے اور دوسری سطر میں تفصیل سے بیان ہے۔

ہندی متن:

बगीचे में खूब अंधेरा छाया हुआ था और अन्धकार में निर्दय पवन पत्तियों को कुचलता हुआ चला जाता था।वृक्षों से ओस की बूँदें टप टप नीचे टपक रही थीं।(۵۷)

نقلِ حرفی: باغیچے میں خوب اندھیرا چھایا ہوا تھا، اور اندھکار میں نردے (بے رحم) پون پتیوں کو کُچلتا ہوا چلا جاتا تھا۔ ورکشوں (درختوں) سے اوس کی بُوندیں ٹپ ٹپ نیچے ٹپک رہی تھیں۔

اردو متن: ''باغ میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ درختوں سے شبنم کی بُوندیں ٹپ ٹپ ٹپک رہی تھیں۔''(۵۸)

ہندی متن میں ''بے رحم پون پتیوں کو کچلتا ہوا چلا جاتا تھا'' زاید جملہ ہے اور منظر کو واضح کرنے کے لیے خوب صورت بھی لگتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندی متن میں ''اوس کی بُوندیں'' بھی اُردو متن سے زیادہ موزوں لگتا ہے۔

افسانے کے چوتھے حصے میں بھی کہیں کہیں ہمیں دونوں متون میں اختلاف ملتا ہے۔ یہاں پریم چند نقلِ حرفی کے بجائے لفظی ترجمے کو بروئے کار لائے ہیں۔ جہاں کہیں اختلاف معمولی ہے اُسے لفظی ترجمے کے ذیل میں قبول کیا جاسکتا ہے اور جہاں ایک یا دو جملوں کا اختلاف ہے اُسے یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ اس حصے کے اختلاف کی مثالیں دیکھیے:

ہندی متن:

फिर ऐसा मालूम हुआ कि वह खेत में चर रही हैं।उनके चबाने की आवाज चर-चर सुनायी देने लगी।(۵۹)

نقلِ حرفی: پھر ایسا معلوم ہوا کہ وہ کھیت میں چر رہی ہیں۔ اُن کے چبانے کی آواز چر چر سُنائی دینے لگی۔

اسی عبارت کا اُردو متن دیکھیے: ''پھر ایسا معلوم ہوا کہ وہ کھیت میں چر رہی ہیں۔''(۶۰)

ہندی متن میں دوسرا جملہ زاید ہے منظر زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے جب کہ اردو متن میں سلاست سے ایک جملے میں ہی بات مکمل کر دی گئی ہے۔

ہندی متن:

जबरा भूँक उठा।जानवर खेत चर रहे थे।फसल तैयार है।कैसी अच्छी खेती थी;पर ये दुष्ट जानवर उसका सर्वनाश किये डालते हैं।(۶۱)

نقلِ حرفی: جبرا بھونک اُٹھا۔ جانور کھیت چر رہے تھے۔ فصل تیار ہے۔ کیسی اچھی کھیتی تھی؛ پر یہ دشٹ جانور اُس کا سروَناش (خاتمہ) کیے ڈالتے ہیں۔

اردو متن دیکھیے:

''مگر جبرا پھر بھونک اٹھا۔ اگر جانور بھاگ جاتے تو وہ اب تک لوٹ آیا ہوتا، نہیں بھاگے، ابھی تک چر رہے ہیں شاید وہ سب بھی سمجھ رہے ہیں کہ اس سردی میں کون بیدھا ہے جوان کے پیچھے دوڑے گا۔ فصل تیار ہے کیسی اچھی کھیتی تھی سارا گاؤں دیکھ دیکھ کر جلتا تھا۔ اسے یہ ابھاگے تباہ کیے ڈالتے ہیں۔ اب ہلکو سے نہ رہا گیا۔''(۶۲)

خط کشیدہ جملے ہندی متن سے زاید ہیں یہ جملے نثر کی خوب صورتی اور جزئیات نگاری میں اضافہ کر رہے ہیں۔ یوں معلوم پڑتا ہے کہ پریم چند نے اُردو افسانے اور ہندی کہانی کے متن کو دونوں زبانوں کے ادبوں کے مزاج کے مطابق تحریر کیا ہے۔

ہندی متن:

उसी राख के पास गर्म जमीन पर वह चादर ओढ़कर सो गया।(۶۳)

نقلِ حرفی: اُسی راکھ کے پاس گرم زمین پر وہ چادر اُوڑھ کر سو گیا۔

اس جملے کا اُردو متن دیکھیے: ''آخر وہیں چادر اوڑھ کر سو گیا۔''(۶۴)

یہ جملہ بھی اردو متن میں تبدیل ہے۔ جملے کو مختصر طور پر بیان کیا ہے جب کہ ہندی میں وضاحت افسانے کی خوب صورتی کا باعث بن رہی ہے۔

ہندی متن:

दोनों फिर खेत की ड़ाँड़ पर आये।देखा,सारा खेत रौंदा पड़ा हुआ है, और जबरा मड़ैया के नीचे चित लेटा है।(۶۵)

نقلِ حرفی: دونوں پھر کھیت کی ڈانڈ (منڈیر) پر آئے۔ دیکھا، سارا کھیت روندا پڑا ہوا ہے، اور جبرا مڈھیا (کٹیا) کے نیچے چت لیٹا ہے۔

ان سطروں کا اردو متن دیکھیے: ''دونوں پھر کھیت کی ڈانڈ پر آئے۔ دیکھا کھیت میں ایک پودے کا نام نہیں اور جبرا منڈیا کے نیچے چت پڑا ہے۔ گویا بدن میں جان ہی نہیں ہے۔''(۶۶)

درج بالا دونوں متون کے جملوں میں اختلاف واضح نظر آ رہا ہے۔ یہاں اردو متن زیادہ موزوں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ آخری جملہ ''گویا بدن میں جان ہی نہیں ہے'' ہندی متن سے زاید ہے لیکن یہ جملہ افسانے کی روانی اور بے ساختگی میں اضافے کا باعث ہے۔ ہندی متن میں کہانی کا اختتام ہلکو کے درج ذیل جملے پر ہوتا ہے:

ہندی متن:

हल्कू ने प्रसन्न मुख से कहा- रात की ठण्ड में यहाँ सोना तो न पड़ेगा।(۶۷)

نقل حرفی: ہلکونے پَرسن مُکھ (خوش چہرے) سے کہا۔ رات کی ٹھنڈ میں یہاں سوناتو نہ پڑے گا۔

جب کہ اردو افسانہ جاری رہتا ہے اور دونوں میاں بیوی کی مزدوری اور کھیتی پر بحث طول پکڑتی ہے۔ اُردو زبان کے افسانے کے آخر میں ہلکو جبرا کو آواز دیتا ہے لیکن اُسے جبرا کی طرف سے کوئی تاثر نہیں ملتا ہے۔ یہیں افسانے کا اختتام ہو جاتا ہے۔

مجموعی طور پر افسانے کا جائزہ لیا جائے تو دونوں زبانوں میں افسانے کو اپنی اپنی زبان کے مزاج کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔ جہاں ہندی متن میں ہندو تہذیب مؤثر انداز میں جلوہ گر ہوتی ہے وہیں اردو زبان کے مزاج کے مطابق اردو متن میں تبدیلی نظر آتی ہے۔

چوں کہ پریم چند نے بذات خود دونوں زبانوں میں افسانے کو تحریر کیا ہے اس لیے افسانے میں ردو بدل کا اختیار بھی خوبی سے استعمال کرنا جانتے ہیں اور افسانے کی روح بھی اپنی جگہ قایم رہتی ہے۔

دو بیل: اس افسانے کا ہندی عنوان ''دو بیلوں کی کتھا'' (کہانی) جب کہ اُردو میں ''دو بیل'' ہے۔

پریم چند نے اس افسانے کو اردو میں بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ بعض جگہوں پر لفظی ترجمے کا تاثر بھی ملتا ہے لیکن مجموعی طور پر اردو ترجمہ ہندی متن سے زبان کے حوالے سے مختلف ہے اردو میں نقل حرفی نہیں کیا گیا بل کہ اردو محاورے کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

بعض جگہوں پر عبارت دونوں زبانوں کے قواعد کے مطابق تحریر کی گئی ہے۔ کہیں کہیں جملے ہندی متن میں زیادہ مؤثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں اور کہیں اردو زبان کا محاورہ زیادہ موثر نظر آتا ہے۔ اسی حوالے سے اس افسانے میں چند مثالیں دیکھیے:

ہندی متن:

हमने तो तुम्हारी सेवा करने में कोई कसर नहीं उठा रखी।(۶۸)

نقلِ حرفی: ہم نے تو تمھاری سیوا کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔

اس جملے کا اردو متن کچھ اس طرح سے ہے: ''ہم نے تمھاری خدمت کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔''(۶۹)

ہندی متن: स्त्री ने रोब के साथ कहा। (۷۰)

نقلِ حرفی: ستری (عورت) نے رعب کے ساتھ کہا:

اردو متن: ''عورت نے تنگ آکر کہا۔''(۷۱)

دوسرے حصے کی مثالیں دیکھیے:

ہندی متن: दोनों बैलों का ऐसा अपमान कभी न हुआ था। (۷۲)

نقلِ حرفی: دونوں بیلوں کا ایسا اپمان (بے عزتی/ذلت) کبھی نہ ہوا تھا۔

اردو متن: ''ہیرا اور موتی اس برتاؤ کے عادی نہ تھے۔''(۷۳)

ہندی متن: तो मोती का गुस्सा काबू से बाहर हो गया। (۷۴)

نقلِ حرفی: تو موتی کا غُصّہ قابو سے باہر ہو گیا۔

اردو متن: ''موتی غصہ کے مارے آپے سے باہر ہو گیا۔''(۷۵)

ہندی متن: (۷۶) नहीं। हमारी जाति का यह धर्म नहीं है।

نقلِ حرفی: ''نہیں! ہماری جاتی کا یہ دھرم نہیں ہے۔''

اردو متن: ہیرا۔ ''یہ ہمارا دھرم نہیں ہے۔''(۷۷)

ہندی متن: (۷۸) यहॉ भी किसी सज्जन का वास है।

نقلِ حرفی: یہاں بھی کسی سجن کا واس (رہنا) ہے۔

اُردو ترجمہ: ''معلوم ہوا یہاں بھی کوئی صاحب دل رہتا ہے۔''(۷۹)

ہندی متن:

"लेकिन जानते हो, वह प्यारी लड़की , जो हमें रोटियॉ खिलाती है , उसी की लड़की है , जो इस घर का मालिक है।यह बेचारी अनाथ न हो जायेगी।"(۸۰)

نقلِ حرفی: لیکن جانتے ہو، وہ پیاری لڑکی، جو ہمیں روٹیاں کھلاتی ہے، اُسی کی لڑکی ہے، جو اس گھر کا مالک ہے۔ یہ بے چاری اناتھ (یتیم) نہ ہو جائے گی۔

اردو متن: ہیرا۔ ''مگر وہ لڑکی اس کی بیٹی ہے اسے مار کر گراؤ گے تو وہ یتیم ہو جائے گی۔''(۸۱)

درج بالا ہندی متن زیادہ جُزئیات کے ساتھ بیان ہوا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں اُردو متن زیادہ جامع اور مؤثر نظر آتا ہے۔

ہندی متن:

" लेकिन औरत ज़ात पर सींग चलाना मना है , यह भूले जाते हो।"(۸۲)

نقلِ حرفی: لیکن عورت ذات پر سینگ چلانا منع ہے، یہ بھُولتے جاتے ہو۔

اس کا اردو متن دیکھیے: ''عورت کو مارو گے، بڑے بہادر ہو۔''(۸۳)

یہاں ہندی کا جملہ اردو جملے سے زیادہ موثر ہے۔

اس طرح افسانے کے تیسرے حصے کی مثالیں دیکھیے:

ہندی متن: (۸۴) " दोनों मित्र बगलें झॉक रहे हैं।"

نقلِ حرفی: دونوں متر (دوست) بغلیں جھانک رہے ہیں۔

اردو متن: ''دونوں دوست تذبذب میں پڑ گئے۔''(۸۵)

ہندی متن: (۸۶) कितनी भयंकर सूरत है।

نقلِ حرفی: کتنی بھیانکر (خوف ناک) صورت ہے۔

اردو متن: ''کتنا جسیم تھا۔''(۸۷)

افسانے کے آخری حصّے کی مثالیں دیکھیے:

ہندی متن:

" तो क्या चिन्ता है ? मॉस , खाल , सींग , हड्डी सब किसी-न-किसी काम आ जायँगी।"(۸۸)

نقلِ حرفی: تو کیا چنتا (فکر) ہے ؟ مانس، کھال، سینگ، ہڈی سب کسی نہ کسی کام آجائیں گی۔
اُردو متن: ''معمولی بات ہے مر کر ان دکھوں سے چھوٹ جائیں گے۔'' (۸۹)

اس جملے میں ہندی متن کا جملہ زیادہ خوب صورتی سے ادا کیا گیا ہے۔ جُزئیات کی بنا پر کہانی سے قریب تر محسوس ہوتا ہے جب کہ اُردو متن کا جملہ اردو محاورے کے مطابق تحریر ہے لیکن اس ترجمے میں وہ لطف نہیں ہے جو اصل متن یعنی ہندی میں موجود ہے۔

طلوعِ محبت: اردو افسانہ ''طلوعِ محبت'' ہندی زبان میں प्रेम का उदय (۹۰) ''پریم کا اُدے'' (پریم کا طلوع) کے عنوان سے ہے۔ اس افسانے کو پریم چند نے دونوں زبانوں میں اپنے اپنے انداز سے تحریر کیا ہے۔ افسانے کا موضوع دونوں زبانوں میں ایک ہے لیکن بعض جزئیات اردو ترجمہ کرتے ہوئے انھوں نے حذف کر دی ہیں۔ ''طلوعِ محبت'' چھے حصوں پر مشتمل افسانہ ہے جو کنجڑوں کی بستی میں رہنے والے میاں بیوی کے گرد گھومتا ہے۔ اس افسانے میں کنجڑوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ انھوں نے ایک باغ میں سرکے (خیمے) گاڑ رکھے ہیں اور چوری چکاری کر کے اپنی گزر اوقات کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ہندی کہانی میں پولیس والوں کا بیان ہے کہ وہ تمام کنجڑوں کا اندراج کر کے اپنے دو چار دروغے اُن کی نگرانی کے لیے چھوڑتے ہیں۔ اُن دروغوں کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ ''چوکیداروں کو اُن سے ملے رہنے میں ہی اپنی آسانی دکھائی دیتی ہے۔ کچھ ہاتھ بھی لگتا تھا اور جان بھی بچی رہتی تھی، سختی کرنے میں جان کا خطرہ تھا، کچھ ملنے کا تو ذکر ہی کیا، کیوں کہ کنجڑ لوگ ایک حد کے باہر کسی کا دباؤ نہ مانتے تھے۔'' (۹۱)

اسی طرح چوتھے مقام پر بنٹی اپنے شوہر بھوندو سے بحث کرتے ہوئے کہتی ہے:

''اور لوگ پولیس کو ملا لیتے ہیں تھانیدار کے پاؤں سہلاتے ہیں چوکیدار کی خوشامد کرتے ہیں۔'' (۹۲)

اسی طرح چوتھے حصے میں جب چوری کرنے پر پولیس بھوندو کو پکڑ کر لے جاتی ہے تو اُس کی بیوی بنٹی اُسے چھڑانے جاتی ہے۔ اس حصے کے زاید اقتباسات دیکھیے جو اُردو میں ترجمہ کرتے ہوئے پریم چند نے حذف کر دیے ہیں۔ ان اقتباسات کا ہندی متن سے لفظی ترجمہ کیا گیا ہے۔

> ''اُس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے اور گرد زدہ کالے جسم پر بھی جوتوں اور کوڑوں کی سرخی مائل مار صاف نظر آرہی تھی'' ''اتنے کوڑے لگاؤں گا کہ چمڑی اتر جائے گی نہیں تو سیدھے سے قبول دو، سارا مال لوٹا دو، اسی میں خیریت ہے۔ بھوندو نے بیٹھے بیٹھے کہا کیا قبول دیں؟ جو ملک کو لوٹتے ہیں، اُن سے تو کوئی نہیں بولتا۔ جو بے چارے اپنی گاڑھی کمائی کی روٹی کھاتے ہیں، اُن کا گلا کاٹنے کو پولیس بھی تیار رہتی ہے۔ ہمارے پاس کسی کو نظر بھینٹ دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔'' (۹۳)

''ارے چھوٹے سنگھ، ذرا لال مرچ کی دُھونی تو دوا سے۔ کوٹھری بند کر کے پانچ سیر مرچیں سلگا دو، ابھی مال برآمد ہوا جاتا ہے۔'' (۹۴)

''تم نے مجھے رات بھر پٹوایا ہے، میری ایک ایک ہڈی چُور چُور ہو گئی ہے۔ کوئی دوسرا ہوتا تو اب تک سیدھار (روانہ) گیا ہوتا۔ کیا تم سمجھتے ہو، آدمی کو روپے پیسے جان سے پیارے ہوتے ہیں؟ جان ہی کے لیے تو آدمی سب طرح کے بُرے کام کرتا ہے۔ دُھونی سُلگا کر بھی دیکھ لو۔'' (۹۵)

''دو آدمی مرچیں لینے دوڑے، لیکن داروغہ کی حکمتِ عملی بدل گئی تھی۔ بنٹی کا دل گھبراہٹ سے پھٹا جاتا تھا۔ وہ جانتی تھی، چوری کر کے اقبال کر لینا کنجڑ ذات میں انتہا درجہ کی ذلت کی بات ہے۔ لیکن کیا یہ سچ مچ کی دُھونی سُلگا دیں گے؟ اِتنا کٹھور ہے ان کا دل۔ سالن بگھارنے میں کبھی جل جاتی ہے تو چھینکوں اور کھانسی کے مارے دم نکلنے لگتا ہے۔ اب ناک کے پاس دھونی سلگائی جائے گی تب تو جان ہی نکل جائے گی۔''(۹۶)

''شاید بنٹی کی اندرونی روح کو یہ یقین نہ تھا کہ یہ لوگ اتنے غیر انسانی ظلم کر سکتے ہیں، لیکن جب سچ مُچ دھونی سلگا دی گئی، مرچ تیکھی زہریلی دُھول پھیلی اور بھوندو کے کھانسنے کی آوازیں کانوں میں آئیں، تو اُس کی روح بے چین ہو اُٹھی۔ اُس کی یہ بے حوصلگی جھوٹے رنگ کی طرح اُڑ گئی۔ اُس نے داروغہ جی کے پاؤں پکڑ لیے اور بے بس احساس سے بولی۔ مالک! مجھ پر رحم کرو۔ میں سب کچھ دے دوں گی۔ دُھونی اُسی وقت ہٹا لی گئی۔

بھوندو نے مشکوک ہو کر پوچھا ــــــ دُھونی کیوں ہٹاتے ہو؟

ایک چوکیدار نے کہا! تیری عورت نے اقبال کر لیا ہے۔

بھوندو کی ناک، آنکھ، منہ سے پانی جاری تھا۔ سر چکر کھا رہا تھا گلے کی آواز بند سی ہو گئی تھی؛ پر وہ جملہ سُنتے ہی ہوشیار ہو گیا۔ اُس کی دونوں مٹھیاں بندھ گئیں۔ بولا۔ کیا کہا۔''(۹۷)

درج بالا اقتباسات میں تھانے کے اندرونی مناظر بیان کیے گئے ہیں جنھیں پریم چند نے اُردو میں ترجمہ کرتے ہوئے حذف کر دیا ہے۔ اس امر سے کہانی کے مرکزی خیال میں تو تبدیلی نہیں آتی لیکن کہانی کا مجموعی تاثر یقیناً اثر انداز ہوتا ہے۔

مجموعی طور پر پریم چند نے اس کہانی کا لفظی ترجمے سے زیادہ بامحاورہ اردو ترجمہ کیا ہے۔ جس قدر جُزئیات ہندی کہانی میں بیان کی ہیں اُنھیں اُردو میں تحریر کرتے ہوئے شعوری طور پر چھوڑا گیا ہے۔ اور اس اختیار کا استعمال ترجمہ کرتے ہوئے صرف مصنف ہی کر سکتا ہے۔

بڑے گھر کی بیٹی: بنیادی طور پر یہ افسانہ لفظی ترجمے کے ذیل میں آتا ہے۔ اس افسانے کو دونوں زبانوں میں یکساں تحریر کیا گیا ہے۔ کہیں ردوبدل نظر نہیں آتا۔ بعض جگھوں پر ہندی زبان کے الفاظ کو اردو زبان میں ترجمہ تو کیا ہے لیکن اُس سے جملوں کی ساخت متاثر نہیں ہوتی ہے۔ یعنی ترجمہ کرتے ہوئے اردو محاورے کو نہیں برتا گیا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کہانی میں نقلِ حرفی کی صورت نظر آتی ہے۔ بامحاورہ ترجمہ یا نقلِ حرفی سے ہٹ کر ہم اس افسانے کو لفظی ترجمے کی ذیل میں رکھ سکتے ہیں۔

پریم چند کے درج بالا معروف افسانوں کے لسانی جائزے سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ پریم چند نے اُردو زبان اور ہندی زبان میں اپنے افسانے دونوں زبانوں کی تہذیب و ثقافت کو شعوری طور پر مدِ نظر رکھتے ہوئے تحریر کیے ہیں۔ اُن کے افسانوں کے اس مختصر جائزے میں اُن کے اس شعوری عمل کی واضح تائید ملتی ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ وہ اِن دونوں زبانوں کو الگ الگ تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں اُن کے صرف انھی چند افسانوں پر لاگو نہیں ہوتیں بل کہ اُن کے باقی افسانوں پر بھی کم و بیش یہی تاثر شعوری واضح نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں پریم چند کے افسانوں کے تجزیے سے کہیں کہیں لسانی عصبیت کا عنصر بھی ہمیں نظر آتا ہے جہاں وہ ہندی زبان و ادب کو زیادہ اہمیت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں، ہر چند کہ اُن کے اردو زبان کے افسانوں میں ہمیں ہندی الفاظ جا بجا نظر آتے ہیں، جس کی وجہ سے اکثر اردو ناقدین کو غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ

پریم چند نے اپنے افسانوں کو اردو زبان میں نقلِ حرفی کیا ہے۔ درج بالا بحث کے تناظر میں پریم چند کے اردو زبان کے افسانوں کو ترجمے کا درجہ دیا جانا چاہیے نا کہ نقلِ حرفی کا،اس کی بین وجہ یہ ہے کہ انھوں نے دونوں متون کو اُن کی ثقافت و تہذیب کے مطابق بامحاورہ تحریر کیا ہے۔ چاہے وہ اردو زبان کا محاورہ ہو یا ہندی زبان کا۔اگرچہ اردو متن میں ہندی زبان کے الفاظ کا زیادہ استعمال نظر آتا ہے، لیکن اس استعمال کو ہم لسانی تفوق کی ذیل میں تو رکھ سکتے ہیں، نقلِ حرفی نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ اردو زبان کا محاورہ برتتے ہوئے بھی پریم چند ہندی زبان کے الفاظ کو جملے میں استعمال کر جاتے ہیں اور اس استعمال سے جملے کی فضا کو ہم ہندی الاصل تو کہہ سکتے ہیں لیکن نقلِ حرفی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

*****

حوالے

(۱)سید عبداللہ، مباحث، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء، ص ۲۹۸

(۲)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند (افسانے)، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۷۶۳

(۳) प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ , नयी दिल्ली पटना , राजकमल प्रकाशन, तीसरी आवृत्ति:2004, p131

(۴)ایضاً، ص ۱۳۲

(۵)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۳

(۶)ایضاً، ص ۷۶۴

(۷) प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ, p133

(۸)ایضاً، ص ۱۳۳

(۹)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۴

(۱۰) प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ, p134

(۱۱)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۵

(۱۲)प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ, p135

(۱۳)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۵

(۱۴)प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ, p136

(۱۵)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۶

(۱۶)प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ, p137

(۱۷)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۷

(۱۸)प्रेमचंद ,प्रतिनिधि कहानियाँ, p137

(۱۹)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۶۷

(۲۰)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), इलाहाबाद ,सुमित्र प्रकाशन,2011,P 119

(۲۱)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۱

(۲۲)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P119

(۲۳)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۱

(۲۴)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P119

(۲۵)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۲

(۲۶)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P119

(۲۷)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۲

(۲۸) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P121

(۲۹)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۳

(۳۰) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P121

(۳۱)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۳-۸۲۴

(۳۲)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P121

(۳۳)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۴

(۳۴)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P121

(۳۵)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۴

(۳۶)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۸۲۶

(۳۷) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P94

(۳۸)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۰

(۳۹)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P94

(۴۰)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۰

(۴۱)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P94

(۴۲)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۱

(۴۳)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P94

(۴۴)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۱

(۴۵) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P94

(۴۶)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۱

(۴۷)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P94

(۴۸)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۱

(۴۹)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P95

(۵۰)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۱

(۵۱)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P96

(۵۲)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۲

(۵۳)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P96

(۵۴)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۲

(۵۵)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P96

(۵۶)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۲

(۵۷)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P97

(۵۸)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۲

(۵۹)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P97

(۶۰)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۳-۶۳۴

(۶۱) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P98

(۶۲)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۴

(۶۳) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P98

(۶۴)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۴

(۶۵)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P98

(۶۶)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۶۳۴

(۶۷)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-1), P98

(۱۸) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P95

(۶۹)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۶

(۷۰)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P95

(۷۱)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۶

(۷۲)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P96

(۷۳)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۷

(۷۴)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P96

(۷۵)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۷

(۷۶)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P96

(۷۷)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۷

(۷۸)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P97

(۷۹)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۸

(۸۰)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P97

(۸۱)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۸

(۸۲)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P97

(۸۳)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۸

(۸۴)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P98

(۸۵)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۹

(۸۶)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P98

(۸۷)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص۷۸۹

(۸۸)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-2), P101

(۸۹)پریم چند منشی، مجموعہ منشی پریم چند، ص ۷۹۲

(۹۰)प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P82
(۹۱) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P83
(۹۲) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P84
(۹۳) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P87
(۹۴) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P87
(۹۵) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P87
(۹۶) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P88
(۹۷) प्रेमचंद , मानसरोवर (भाग-4), P88

❖❖❖